17838
۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

1 — کہ موبی کیش / ایزی پیسہ / او منی کے کسٹمرز اکاؤنٹ میں رقم کی ٹرانزیکشن پر ہم دوکاندار کسٹمرز سے ہزار روپے پر دس روپے لیتے ہیں۔

جبکہ کمپنی کی طرف سے ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔ کمپنی ہم دوکانداروں کو ایک مخصوص شرح سے کمیشن ادا کرتی ہے۔ بلکہ کمپنی صارفین کو ایک میسج بھی کرتی ہے کہ آپ نے مرچنٹ کو اضافی رقم نہیں دینی۔ اور ٹرانزیکشن میسیج میں صرف اصل رقم دینے اور فیس کی مد میں زیرو روپے بھی لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اور کمپنی اپنے صارفین کو یہ سہولت نہایت رعایتی نرخ پر فراہم کر رہی ہے۔

اگر اس زائد فیس کی وصولی کی کمپلینٹ کمپنی کو ہو جائے تو کمپنی مرچنٹ کا لائسنس منسوخ کرنے کو کہتی ہے گو کرتی نہیں ہے، لیکن مرچنٹ پر خاصا دباؤ ہوتا ہے اس معاملے میں کمپنی کی طرف سے۔ ہم دوکاندار حضرات پھر بھی علیحدہ سے پیسے وصول کرتے ہیں جس کی کوئی رسید یا پرچی بھی نہیں ہوتی۔ علاقہ کے امام مسجد سے استفسار کیا تو انہوں نے اس کو حرام کہا ہے۔ اب بعض دوکاندار کہتے ہیں کہ ہم نے علماء سے پوچھا ہے وہ اسے جائز کہتے ہیں۔

کچھ کہتے ہیں کہ کمپنی اتنا کمیشن نہیں دیتی جس سے ہمیں نفع ہو۔ کچھ کہتے ہیں کہ کونسا ہم زبردستی لیتے ہیں کسٹمر اپنی خوشی سے دیتا ہے۔ اور کسٹمر اپنی خوشی سے اس لیے دیتا ہے کہ نا دینے پر وہ مرچنٹ پھر رقم کی ٹرانزیکشن نہیں کرتے۔ اسی ڈر سے کسٹمر دوکاندار کو خوش رکھنے کے لیے یہ مخصوص رقم ادا کرتے ہیں۔

ایک اور وجہ کسٹمر کی لالچ بھی ہے۔ کہ اگر وہ شناختی کارڈ پر رقم ٹرانسفر کریگا تو کمپنی کی فیس ایک ہزار روپے پر ۶۰ روپے بھرنی ہوگی۔ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر مفت ہے۔ تو وہ ہزار پر دس روپے دوکاندار کو دیکر اکاؤنٹ میں مفت ٹرانسفر کروا کر اپنے پیسے بچاتے ہیں۔ اس صورت میں بھی دوکاندار کو ایک مخصوص رقم ملتی ہے جس کو لینے اور دینے سے کمپنی دوکاندار اور کسٹمر دونوں کو منع کرتی ہے۔

2 — 2۔ اسی طرح ہم دکاندار گیس بجلی کے بل وغیرہ بھی بھرتے ہیں، بل چاہے جتنے کا بھی ہو اس کی ادائیگی میں بینک چالان 8 روپے ہوتا ہے اس میں سے دو، ڈھائی روپے دکاندار کو مل جاتے ہیں اس کے علاوہ مزید چارجز لینے کی کمپنی کی طرف سے دکاندار کو اجازت نہیں ہوتی لیکن دکاندار پھر بھی 10 یا 15 روپے کسٹمر سے لے لیتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم لوگ یہ پیسے خود جا کر بینکوں میں جمع کراتے ہیں، مشقت برداشت کرتے ہیں اس لئے ہم یہ اضافی رقم لے رہے ہیں، ؟

اب آپ فرمائیں کہ یہ رقم لینا کس زمرے میں آئے گا؟

اور کسٹمر جو اپنی مرضی سے دیں اس کا کیا حکم ہوگا؟؟

جزاک اللہ خیرا کثیرا

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰۲۸

المستفتی: عبدالغنی خان

حارث کمیونیکیشن نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر: 03155552229

جوابات منسلک ہیں

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر دوکاندار کے لیے گاہک سے اضافی کمیشن لینا جائز نہیں ہے کیونکہ:

(الف) سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق جب کمپنی دکاندار (مرچنٹ) کو رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر مخصوص شرح سے کمیشن ادا کرتی ہے، اور گاہک سے اضافی رقم لینے سے منع کرتی ہے حتی کہ اگر معلوم ہوجائے تو کمپنی کو مرچنٹ کا لائسنس منسوخ کرنے کا بھی حق حاصل ہے جیساکہ سوال میں مذکور ہے تو ایسی صورت میں دکاندار کے لیے رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر گاہک سے اضافی رقم لینا کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(ب) کمپنی کے ساتھ معاہدہ ہوجانے کی وجہ سے کسٹمر سے اضافی کمیشن لیے بغیر رقم کی ٹرانزیکشن کرنا دکاندار کی ذمہ داری میں داخل ہے۔اس کے باوجود دوکاندار کا ٹرانزیکشن کی خدمت انجام دینے پر گاہک سے اضافی پیسے لینا اور اگر نہ دے تو کام کرنے سے انکار کرنا درست نہیں ہے، اس صورت میں یہ اضافی رقم رشوت کے حکم میں ہوگی جس کا لینا ناجائز ہے۔ لہٰذا مذکورہ رقم لینے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

دار الافتاء

قال اللہ تعالیٰ :

{وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا} [الإسراء : ۳۴]

الفتاوی الهندية – **كتاب الإجارة شرائط الصحة(۴ / ۴۱۱)**

وَمِنْهَا أَنْ لَا يَكُونَ وَاجِبًا عَلَى الْأَجِيرِ لَهُ فَرْضًا وَلَا وَاجِبًا عَلَى الْأَجِيرِ قَبْلَ الْإِجَارَةِ فَإِنْ كَانَ فَرْضًا أَوْ وَاجِبًا قَبْلَهَا لَمْ يَصِحَّ.

درر الحكام في **شرح مجلة الأحكام –شروط صحة الاجارة المادة ۴۵۷(۱ / ۵۰۹)**

يُشْتَرَطُ: ۲ – أَنْ لَا يَكُونَ الْعَمَلُ الَّذِي اُسْتُؤْجِرَ لَهُ الْأَجِيرُ وَاجِبًا عَلَيْهِ أَوْ فَرْضًا قَبْلَ الْإِجَارَةِ لِأَنَّ الْإِجَارَةَ تَعْقُدُ لِلِانْتِفَاعِ. (الْهِنْدِيَّةُ)………. تَوْضِيحُ الشَّرْطِ الثَّانِي: يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْعَمَلِ الَّذِي اُسْتُؤْجِرَ لَهُ الْعَامِلُ غَيْرَ وَاجِبٍ وَلَا مَفْرُوضٍ عَلَيْهِ قَبْلَ الْإِجَارَةِ (أنقروي، هِنْدِيَّةٌ) . فَعَلَيْهِ إذَا اسْتَأْجَرَ رَجُلٌ زَوْجَتَهُ لِإِرْضَاعِ ابْنٍ لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ أُخْرَى أَوْ لِطَبْخِ طَعَامٍ لِلْبَيْعِ أَوْ لِرَعْيِ غَنَمِهِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنْ الْأُمُورِ الَّتِي لَيْسَتْ مِنْ خِدْمَاتِ الْبَيْتِ فَالْإِجَارَةُ صَحِيحَةٌ وَإِذَا كَانَتْ الْأُمُورُ قَبْلَ الْإِجَارَةِ وَاجِبَةً عَلَى الْأَجِيرِ أَوْ فَرْضًا عَلَيْهِ فَالْإِجَارَةُ غَيْرُ صَحِيحَةٍ.

حاشية ابن عابدين **(۵ / ۳۶۲)**

ثُمَّ الرِّشْوَةُ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ:………. الرَّابِعُ: مَا يَدْفَعُ لِدَفْعِ الْخَوْفِ مِنْ الْمَدْفُوعِ إلَيْهِ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ حَلَالٌ لِلدَّافِعِ حَرَامٌ عَلَى الْآخِذِ؛ لِأَنَّ دَفْعَ الضَّرَرِ عَنْ

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

الْمُسْلِمِ وَاجِبٌ وَلَا يَجُوزُ أَخْذُ الْمَالِ لِيَفْعَلَ الْوَاجِبَ، اهـ ـ مَا فِي الْفَتْحِ مُلَخَّصًا. وَفِي الْقُنْيَةِ الرِّشْوَةُ يَجِبُ رَدُّهَا وَلَا تُمْلَكُ.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٢ / ٣٩٣)

(الْهَدِيَّةُ هِيَ الْمَالُ الَّذِي يُعْطَى لِأَحَدٍ أَوْ يُرْسَلُ إلَيْهِ إكْرَامًا لَهُ) . الْهَدِيَّةُ بِفَتْحِ الْهَاءِ وَكَسْرِ الدَّالِ وَتَشْدِيدِ الْيَاءِ هِيَ الْمَالُ الَّذِي أُعْطِيَ أَوْ أُرْسِلَ لِشَخْصٍ بِطَرِيقِ الْإِكْرَامِ وَتُجْمَعُ الْهَدِيَّةُ عَلَى الْهَدَايَا وَخَرَجَ بِقَيْدِ الْإِكْرَامِ الرِّشْوَةُ مِنْ التَّعْرِيفِ؛ لِأَنَّ الرِّشْوَةَ لَا تُرْسَلُ إكْرَامًا بَلْ تُعْطَى بِشَرْطِ الْإِعَانَةِ وَهَذَا فَرْقٌ بَيْنَ الرِّشْوَةِ وَالْهَدِيَّةِ مِنْ جِهَةِ الْمَاهِيَّةِ.

(٢)۔۔۔ گیس، بجلی وغیرہ کے بل بھرنے پر بینک چالان کے علاوہ اضافی چارجز لینے کی اگر کمپنی کی طرف سے ممانعت ہے اور دکاندار بھی وہی کام انجام دیتا ہے جو کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے میں شامل ہے اور دکاندار کو ان تمام کاموں کی اجرت بھی کمپنی کی طرف سے ملتی ہے تو اس صورت میں دکاندار کے لیے بل بھرنے پر اضافی چارجز لینا درست نہیں، کیونکہ ان کاموں کی اجرت وہ کمپنی سے وصول کرتا ہے، نیز یہ کمپنی کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی بھی ہے۔

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٤ / ١٩١)

ومنها أن لا يكون العمل المستأجر له فرضا ولا واجبا على الأجير قبل الإجارة فإن كان فرضا أو واجبا عليه قبل الإجارة لم تصح الإجارة؛ لأن من أتى بعمل يستحق عليه لا يستحق الأجرة كمن قضى دينا عليه.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (١ / ٥٠٣)

يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الْإِجَارَةِ أَيْ عَدَمِ فَسَادِهَا أَوَّلًا أَنْ تَكُونَ الْأُجْرَةُ مَعْلُومَةً تَمَامًا قَدْرًا وَنَوْعًا. أَيْ لَا يَكُونُ شَيْءٌ مِنْهَا مَجْهُولًا كُلًّا أَوْ بَعْضًا لِأَنَّ جَهْلَ الْأُجْرَةِ يُفْضِي إلَى الْمُنَازَعَةِ وَلِقَوْلِهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – «مَنْ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَلْيُعْطِهِ أَجْرَهُ» (الْهِنْدِيَّةُ)

والله سبحانه وتعالىٰ أعلم

شفیق الرحمٰن غفرلہ ولوالدیہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/ربیع الاول/۱۴۴۰ھ

28/نومبر/2018ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/ربیع الاول/۱۴۴۰ھ

28/نومبر/2018ء

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰۳۸/۵۰

الجواب صحیح

مفتی

۱۹/۳/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۱۹/۳/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

۲۰/۳/۱۴۴۰ھ

Scanned by CamScanner